| Barelvi Mazhab Aik Ganda Gustaakh Mazhab hai |

محافل میلاد کی شرعی حیثیت!

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم!

''قال النبی ﷺ من احیا سنتی فقد احبنی ومن احبنی کان معی فی الجنة''
(ترمذی ج۲ص۹۶، مشکوۃ ج۱ص۳۰)

حضور ﷺ کی تاریخ ولادت اور جدید تحقیق

اس میں کوئی شبہ نہیں۔ تقریباً تاریخ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ سرور کائنات ﷺ کی ولادت اس دنیا میں آپ کا ظہور ربیع الاوّل میں ہوا ہے۔ اس پر تقریباً اتفاق ہے۔ لیکن ربیع الاوّل کی کون سی تاریخ میں ہوا اس کے بارے میں پہلے عام طور پر کتابوں میں بارہ تاریخ کا تذکرہ آتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت بارہ تاریخ کو ہوئی ہے۔ اگرچہ کچھ اختلاف بھی ذکر ہوتا تھا۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی کتاب ''نشر الطیب'' سیرت کے بارے میں بہت پیاری کتاب ہے۔ اس کے اندر بھی انہوں نے یہی بارہ ربیع الاوّل والی روایت کو ذکر کیا ہے اور کتابوں میں بھی یہی ہے۔

لیکن آپ جانتے ہیں کہ اس وقت حساب وکتاب بہت عروج پر ہے۔ حساب وکتاب کے قواعد وضوابط بہت منضبط ہو گئے اور تقریباً پچھلے پانچ ہزار سال کی تاریخ تک یہ حساب وکتاب جو ہے میری نظر سے گزرا ہے کہ پانچ ہزار سال تک کی تاریخیں منضبط کر لی ہیں۔ اہل حساب نے کہ فلاں واقعہ انگریزی کی کس تاریخ کو پیش آیا اور عربی کی کس تاریخ کو پیش آیا۔ انگریزی تاریخ میں چاند کی تاریخ کیا تھی۔ اس کو بہت اچھے طریقے سے قواعد وضوابط کے ساتھ منضبط کر لیا ہے۔ انہی قواعد وضوابط کے اعتبار سے جواب جدید تحقیق ہے۔ اس جدید تحقیق میں اس بات کو بنیاد بنا کر کہ سرور کائنات ﷺ کی ولادت ربیع الاوّل میں ہے اور پیر کا دن ہے۔ بات بالترتیب یاد رکھنا دن کون سا ہے؟ پیر کا۔ اس کا ذکر حدیث شریف میں موجود ہے کہ آپ ﷺ کی ولادت پیر کے دن ہوئی ہے۔
(مسلم ج۱ص۳۶۸، ابوداؤد ج۲ص۳۲۹)

بعض روایات میں آتا ہے کہ سرور کائنات ﷺ گاہے بگاہے پیر کے دن روزہ رکھتے تھے۔ دائمی عادت مبارکہ نہیں تھی اور فرماتے تھے کہ اس دن چونکہ میں پیدا ہوا ہوں۔ اس لئے اللہ کے شکر کے طور پر میں روزہ رکھتا ہوں۔ بعض روایات میں اس قسم کے اشارے موجود ہیں۔ تلاش کرنے سے حدیث کی کتابوں میں مل سکتے ہیں۔ اگرچہ دائمی عادت نہیں تھی۔ بلکہ صحیح روایات میں مشکوۃ شریف میں روایات موجود ہیں۔ نفلی روزوں کے بارے میں کہ کسی مہینے میں ہفتہ، اتوار، سوموار کا روزہ رکھتے تھے۔ کسی مہینے آپ منگل، بدھ، جمعرات کا روزہ رکھتے تھے۔ تاکہ ہفتے کے سارے دن روزے میں آ جائیں۔ آپ ﷺ کی عادت مختلف تھی۔ پیر کے دن کا بہرحال تذکرہ ہے۔
جیسے وفات پیر کو ہوئی ہے ولادت بھی پیر کو ہوئی ہے۔ اب ماقبل کی طرف پیر کے دن سے آگے جو وقت

گزرا ہے آج تک وہ بنتا ہے۔تقریباً (۱۴۲۵) چودہ سو پچیس سال،تو حضور ﷺ کی ہجرت کے ہو گئے اور آپ ﷺ نے ہجرت کی تھی ۵۳ سال کی عمر میں۔تو پچیس میں ترپن اور ڈال دیں تو یہ ہو جائیں گے تقریباً (۱۴۷۸) چودہ سو اٹھتر سال۔گویا کہ چودہ سو اٹھتر سال پہلے حضور ﷺ پیدا ہوئے ہیں۔حضور ﷺ پیدا ہوئے ہیں سوموار کے دن۔پیدا ہوئے ہیں ربیع الاوّل کے مہینے میں۔اب حساب دان حساب لگاتے ہیں تو تقریباً تقریباً اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ ربیع الاوّل کا مہینہ ہو اور سوموار کا دن ہو تو چودہ سو اٹھتر سال پہلے ربیع الاوّل اور اپریل دونوں مہینے اکھٹے تھے تو حضور ﷺ کی ولادت اپریل میں ہوئی ہے۔ایک کتاب میں غالباً ''رحمت للعالمین'' میں بیس اپریل لکھا ہے اور ایک میں شاید ''سیرت النبی'' جو علامہ شبلی نعمانی ؒ کی ہے۔اس میں غالباً بائیس اپریل ہے۔تو لکھنے میں ایک آدھی تاریخ کا فرق ہو سکتا ہے۔بہرحال اس بات پر اتفاق ہے کہ اپریل کا مہینہ تھا۔اب وہ سارے حساب لگاتے ہیں کہ ربیع الاوّل ہو اور پیر کا دن ہو بارہ تاریخ کسی حساب سے نہیں آتی۔بارہ ربیع الاوّل سوموار کے دن یہ تاریخ نہیں آتی تو بات آپ کی سمجھ میں آ رہی ہے۔

سلمان منصور پوری ؒ کی ''رحمت للعالمین'' میں بھی پوری تفصیل کے ساتھ یہ بحث آئی ہے اور علامہ شبلی نعمانی ؒ کی ''سیرت النبی'' کے اندر بھی پوری تفصیل کے ساتھ یہ بحث ہے۔حوالوں کے ساتھ دونوں کتابوں کو آپ دیکھیں گے تو آپ کے سامنے تفصیل آ جائے گی۔وہ کہتے ہیں کہ پیر کا دن ربیع الاوّل کے ابتدائی ایام میں یہ آٹھ ربیع الاوّل بنتا ہے۔بارہ ربیع الاوّل نہیں بنتا۔یا تو یکم کو پیر تھا یا آٹھ ربیع الاوّل کو پیر تھا۔اگلا پیر جو آئے گا تو پندرہ کو آئے گا۔بارہ کو کسی صورت میں بھی نہیں آتا۔موٹا سا نکتہ ہے۔آپ کے ذہن میں بیٹھ گئی بات۔یعنی چودہ سو اٹھتر سال پہلے جو ربیع الاوّل تھا اپریل اور ربیع الاوّل اکٹھا تھا۔جیسے آج بھی اگرچہ اپریل کے آخری ایام ہیں۔ربیع الاوّل کے ابتدائی ایام ہیں۔بہرحال آٹھ تاریخ آ رہی ہے۔اس دفعہ جمعرات کو اور اپریل کی انتیس تاریخ ہو گی۔تیس اپریل کو جمعہ ہے۔

تو آٹھ تاریخ انتیس اپریل گویا کہ اس مہینے میں اکٹھے ہو رہے ہیں اور اس وقت آٹھ اپریل پیر کا دن، ''رحمت للعالمین'' میں بھی بیس اپریل کا ذکر کیا ہے۔ربیع الاوّل کی آٹھ تاریخ بیس اپریل پیر کا دن یہ تاریخ اکٹھی ہوتی ہے اور بارہ ربیع الاوّل ہو اور پیر کا دن ہو وہ کہتے ہیں کہ یہ کسی حساب میں بھی نہیں آتی۔اس لئے موجودہ تحقیق کے مطابق رسول اللہ ﷺ کی ولادت کی تاریخ آٹھ ربیع الاوّل بنتی ہے۔بارہ نہیں بنتی۔اگر پیر کے دن ہے تو پیر کے دن کا ذکر حدیث میں موجود ہے۔

حضور ﷺ کی تاریخ وفات اور جدید تحقیق

بالکل اسی طرح حضور ﷺ کی وفات وہ بھی لوگوں میں مشہور ہے کہ بارہ کو ہے۔اس لئے آپ کی وفات بھی بارہ کو۔ولادت بھی بارہ کو۔عام طور پر مشہور یہی ہے۔لیکن اس کا بھی حساب اب لگایا گیا کہ سرور کائنات ﷺ نے حج کیا تھا نو ذی الحجہ کو جو حج کا دن ہے۔عرفہ کا دن۔یہ جمعہ کا دن تھا۔یہ حدیث میں موجود ہے۔صحیح روایات میں موجود ہے کہ حج نو ذی الحجہ جمعہ کو کیا تھا۔(بخاری ص۱۱) اور وفات ہوئی آپ ﷺ کی ربیع الاوّل میں اور یہ بھی

حدیث میں موجود ہے کہ پیر کے دن ہوئی۔ (بخاری ص۹۳،۹۴) اب نو ذی الحجہ کو جمعہ ہے تو ذی الحجہ کو آپ تیس کا لے لیجئے۔ پھر محرم کو تیس کا لے لیجئے۔ پھر صفر کو تیس کا لے لیجئے۔ پھر ربیع الاوّل کو آگے چلائیں۔

یا ذی الحجہ کو انتیس کا لے لیں، محرم کو انتیس کا لے لیں، صفر کو انتیس کا لے لیں۔ پھر آگے ربیع الاوّل کو چلائیں۔ یا ایک کو انتیس کا دو کو تیس کا، یا ایک کو تیس کا دو کو انتیس کا، جتنے بھی عقلی احتمالات نکل سکتے ہیں سارے احتمال نکال کر آپ حساب لگائیں تو بارہ ربیع الاوّل کو سوموار نہیں بنتا۔ یہ جب چاہیں آپ حساب لگالیں۔ یعنی یوں سمجھو کہ مشاہدہ والی بات ہوگئی تو تاریخ بارہ ربیع الاوّل وفات کی بھی نہیں بنتی۔ تاریخ بارہ ربیع الاوّل ولادت کی بھی نہیں بنتی۔

جدید اور قدیم تحقیق میں فرق کی وجہ

اب یہ نہ سمجھ لیں کہیں آپ کو غلطی نہ لگ جائے۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ آنے والی جدید تحقیق نے پچھلی بات کو غلط ثابت کر دیا اور ہمارے اکابر کے اقوال غلط ثابت ہوگئے۔ ایسی بات نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ گذشتہ زمانے میں تاریخ کی کوئی اہمیت ہے ہی نہیں تھی۔ تاریخ کو کوئی اہمیت دیتا ہی نہیں تھا کہ کون کس تاریخ کو پیدا ہوا کون کس تاریخ کو اس دنیا سے رخصت ہوا۔ کس تاریخ کو کیا ہوا۔ اس کی اہمیت نہیں تھی۔ اس لئے بچے کے پیدا ہوتے وقت نہ کوئی لکھتا تھا کہ تاریخ کیا ہے اور نہ اس کی شرعی حیثیت تھی۔ کوئی اٹھارہ کو پیدا ہو جائے، کوئی گیارہ کو پیدا ہو جائے، کوئی دس کو پیدا ہو جائے، اور کوئی دو کو پیدا ہو جائے۔ یہ اللہ کے اختیار میں ہے کہ جس تاریخ میں چاہے پیدا کر دے۔ اس کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔

چنانچہ سرورِ کائنات ﷺ کی ولادت کے بعد بھی نہ تو قرآن میں، نہ حدیث میں، نہ صحابہ کے تعامل میں حضور ﷺ کی تاریخ ولادت کی کوئی اہمیت کا ذکر نہیں۔ نہ کسی خاص اعمال کا ذکر ہے کہ اس تاریخ کو یہ عمل کرنا چاہئے۔ یہ کرنا چاہئے کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ آپ کے سامنے یہ بات پوری ذمہ داری کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ حضور ﷺ کی زندگی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہدایات دی گئی ہوں کہ چونکہ میں فلاں تاریخ کو پیدا ہوا تھا۔ اس لئے اس تاریخ میں تم یوں کیا کرو، فلاں مہینے میں میں پیدا ہوا تھا اس میں یوں کیا کرو۔

☆ ...... قرآن وحدیث اس معاملہ میں ساکت ہے۔

☆ ...... دورِ صحابہ اس بارے میں ساکت ہے۔

☆ ...... تابعین کا دور خاموش ہے۔

☆ ...... تبع تابعین کا دور خاموش ہے۔

☆ ...... فقہاء کا دور خاموش ہے۔

☆ ...... محدثین کا دور خاموش ہے۔

کسی جگہ بھی یہ تذکرہ نہیں آتا کہ ربیع الاوّل کے مہینے میں یہ کیا کرو۔ فلاں تاریخ کو یہ کیا کرو۔

مروجہ میلاد کب شروع ہوا

چونکہ حضور ﷺ اس تاریخ میں پیدا ہوئے تھے۔ اس لئے شریعت نے کوئی تقاضہ کیا ہوا ہو کہ یہ کام کیا کرو۔ پورا خیرالقرون اس معاملہ میں خاموش ہے۔ یہ سات آٹھ سو سال بعد کسی ملک کے کسی بادشاہ نے یہ عمل شروع کیا کہ اس تاریخ میں جمع ہو گئے، کچھ کھا پی لیا، یہ کرلیا وہ کرلیا، اس طرح رسمیں بنا کرتی ہیں اور یہ رسم بھی تقریباً سات آٹھ سو سال بعد شروع ہوئی ہے۔ بہت معمولی!

اب تحقیق کے درجہ میں یہ بات آئی ہے تو تاریخ کے حساب سے یہ بارہ ربیع الاوّل کا دن حضور ﷺ کی ولادت کا نہیں بنتا۔ بات سمجھ گئے؟ اسی دلیل سے نہیں بنتا جو آپ کے سامنے ذکر کر رہا ہوں کہ ربیع الاوّل پیر کا دن اس میں بارہ تاریخ نہیں آئی۔ دو کتابوں کا میں نے حوالہ دے دیا اور ان دو کتابوں کے اندر تفصیل باحوالہ نقل کی ہوئی ہے۔ اس کے علاوہ اور کتابوں میں بھی ہوگی۔ چونکہ یہ میرے پاس موجود ہیں۔ اس لئے میں نے ان دو کتابوں کا تذکرہ کیا ہے۔ اس لئے بات یہ خلاف واقعہ ہے کہ بارہ ربیع الاوّل کو حضور ﷺ پیدا ہوئے ہیں، بنیاد ہی ختم۔

طلوع فجر کے وقت اور سوموار کے دن میلاد کیوں نہیں مناتے؟

اگلی بات سرور کائنات ﷺ پیدا ہوئے۔ یہ بھی ان کتابوں میں مذکور ہے۔ طلوع فجر کے وقت پیر کے دن اگر معروف روایت لیتے ہو تو بارہ ربیع الاوّل ہی صحیح، ورنہ اگر محقق بات لیتے ہو آٹھ ربیع الاوّل یہ تین باتیں ہو گئیں۔

وقت طلوع فجر، دن پیر کا اور مہینہ ربیع الاوّل، یہ تین باتیں ٹھیک ہو گئی ہیں۔ ذرا توجہ رکھو! اور بولتے جاؤ تاکہ میں بھی آپ کے بولنے کے ساتھ ہوشیار رہوں۔ ورنہ میری ہمت بھی جواب دے رہی ہے۔ طلوع فجر کے وقت آپ کی ولادت ہوئی تو طلوع فجر کا وقت جو ہے یہ حضور ﷺ کی ولادت کا وقت یہ متبرک ہو گیا یا نہیں؟ طلوع فجر کا وقت متبرک ہو گیا اور یہ کتنی دیر کے بعد آتا ہے؟ چوبیس (۲۴) گھنٹے کے بعد ہر روز آتا ہے تو کتنا اہتمام کرتے ہو اس وقت کا؟ بہت اہتمام کرتے ہو، اٹھ کے تسبیح لے کر بیٹھ جاتے ہو، درود شریف پڑھنے بیٹھ جاتے ہو کہ حضور ﷺ کی ولادت کا وقت ہے۔ کبھی طلوع فجر کے وقت میلاد شریف کا وقت رکھا ہے؟ اور ہر روز رکھنا چاہئے کہ حضور ﷺ اس وقت پیدا ہوئے تھے، ٹھیک ہے؟ اور پیر کا دن کتنے دنوں کے بعد آتا ہے۔ ہفتہ میں ایک مرتبہ آجاتا ہے، تو پیر کے دن کو برکت حاصل ہو گئی۔ حضور ﷺ کی ولادت کے ساتھ اگر ہو گئی ہے تو کتنا اہتمام کرتے ہو پیر کے دن کا؟

☆...... ہر پیر کو میلاد شریف پڑھا کرو۔ ☆...... چھٹی کیا کرو۔
☆...... جھنڈیاں لگایا کرو۔ ☆...... مٹھائی کھایا کرو۔

تو پھر تو ہم کہیں کہ واقعی آپ کو حضور ﷺ کی ولادت کے دن سے بڑا تعلق ہے۔ بڑی محبت ہے۔ لیکن کبھی بھولے سے بھی کبھی کسی کو خیال نہیں آتا۔ طلوع فجر کے وقت ساری قوم سوئی ہوئی ہوتی ہے۔ کسی کو خیال نہیں آتا۔ ہر روز طلوع فجر کے وقت میلاد پڑھا کرو اور ہر سوموار کو چھٹی کیا کرو اور میلاد پڑھا کرو اور بازاروں میں چلو پھرو، کھاؤ پیو، اگر یہ دونوں کام بالا اہتمام کرتے تو ہم کہتے کہ چلو ربیع الاوّل آ گیا ہے تو تم اس میں زیادہ چل پھر لو۔

اورسوموار کے دن اس سے کچھ زیادہ ہوجایا کرے، سال کے بعد ربیع الاوّل میں کچھ زیادہ ہوجایا کرے تو یہ دور چلتا رہے۔ پھر تو ہم کہیں گے کہ واقعی آپ کو ولادت کا بڑا اہتمام ہے اور ولادت کے ساتھ وقت میں جو تبرک پیدا ہوا ہے اب آپ اس سے کما حقہ فائدہ اٹھاتے ہیں اور محبت کا اظہار کرتے ہیں۔

محبت میں تھوڑا سا اضافہ

لیکن یہ کہاں کی عقل ہے کہ نہ تو ہر روز اس وقت کا اہتمام اور نہ ہر ہفتہ وار اس دن کا اہتمام، تو پھر سال کے بعد اس مہینے کے اہتمام کا کیا معنی۔ یہ کس دلیل سے تخصیص ہوگئی۔ یہ موٹی سی بات سمجھ میں آرہی ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ بھائی تمہیں حضور ﷺ سے محبت بہت ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ تھوڑی سی اور کرو۔ تمہیں بہت محبت ہے۔ حضور ﷺ کے ساتھ تم ربیع الاوّل بہت شوق سے مناتے ہو۔ ہم درخواست کرتے ہیں کہ تھوڑی سی محبت اور کرو کہ ربیع الاوّل کے ساتھ ساتھ ہر سوموار کو کرو اور ہر سوموار کے ساتھ ساتھ ہر صبح کو کرو۔ تا کہ محبت کا کمال تو نمایاں ہو۔ کیوں جی!

اب سال بھر تو سوموار ہی سوموار آتے جاتے ہیں۔ کوئی پوچھتا نہیں اور تین سو ساٹھ دن تو طلوع فجر بھی ہوتا ہے۔ کوئی پوچھتا نہیں، یہ ربیع الاوّل کی کیا خصوصیت آگئی کہ ربیع الاوّل میں تو محبت یاد آتی ہے کہ اس مہینے میں حضور ﷺ پیدا ہوئے تھے۔ نہ دن کے ساتھ محبت ہے، نہ وقت کے ساتھ ہے۔ اس لئے ہمارے درخواست یہ ہے کہ تھوڑا سا ذہن کھول کر محبت کا راستہ ذرا اور وسیع کردو۔ ذرا اور بڑھا دو۔

آپ ہمارے روکے ہوئے ربیع الاوّل میں نہیں رکتے۔ ہم کہتے ہیں کہ رکنے کی ضرورت نہیں۔ ہفتہ وار کرو، اور ہر روز کرو، پھر ہم کہیں گے کہ واقعی محبت کا باب مکمل ہوگیا۔ آپ کو واقعی اس وقت سے محبت ہے۔ جب حضور ﷺ پیدا

شراب نوشی آگے پیچھے نہیں ہوتی۔ پورا ہفتہ وہ عیاشی میں گزارتے ہیں۔ یہ انہوں نے اپنے نبی کا دن منانے کا طریقہ رکھا ہوا ہے۔

عیسائیوں کی نقل

اور ہمارے ہاں بھی لوگوں کی زبان پر یہی ہے کہ بڑے دن کی چھٹیاں ہیں۔ یہ اور یہ بڑا دن ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی وجہ سے، ورنہ وقت کے لحاظ سے سب سے چھوٹا دن ہے۔ یہ جہالتیں ہیں جو اسی طرح ہمارے اندر آئی ہوئی ہیں اور نادانستہ ہم اس میں مصروف ہیں۔ مسیحی، عیسائی چونکہ اپنے نبی کا دن اس طرح مناتے ہیں۔

☆...... اچھلتے کودتے ہیں۔ ☆...... تماشا کرتے ہیں۔
☆...... شرابیں پیتے ہیں۔ ☆...... سور کھاتے ہیں۔
☆...... شور کرتے ہیں۔ ☆...... تو ہم کیوں پیچھے رہیں۔

ارے بات سمجھ رہے ہو کہ نہیں، اب ہم بھی اپنے نبی کے پیدا ہونے کا دن اگر نہیں منائیں گے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ عیسائی ہمارے مقابلے میں اچھے ہیں۔ وہ خوشیاں مناتے ہیں۔ اپنے نبی کے پیدا ہونے پر اور ہم خوشیاں نہیں مناتے۔

ہم کہتے ہیں وہ تو بھٹک گئے۔ انہوں نے تو غلط طریقے اختیار کر لئے۔ ہمارا نبی، ہم پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے۔ لیکن وہ نبی، اللہ نے بھیجا کیوں تھا؟ کس کام کے لئے بھیجا تھا؟ نبی آیا کیوں تھا؟ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں جو نبی بھی بھیجتا ہوں اس لئے بھیجتا ہوں تا کہ اس کی اطاعت کی جائے۔ میرے حکم کے تحت ''وما ارسلنا من رسولٍ الا لیطاع باذن اللّٰہ'' اس کی اطاعت کی جائے اللہ تعالیٰ کے حکم کے تحت، وہ مطاع بنا کر بھیجا جاتا ہے۔

اسوۂ حسنہ کی وضاحت

اور حضور ﷺ کے بارے میں قرآن کہتا ہے: ''لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ (احزاب: ۲۱) '' اللہ کے رسول میں تمہارے لئے ایک نمونہ موجود ہے۔ تم زندگی گزارو اس نمونہ کے مطابق تو تمہاری اچھی زندگی ہے۔ ''اسوۃ حسنۃ'' حضور ﷺ کی زندگی کو قرار دیا ہے۔

اب اللہ تعالیٰ کو زندگی کیسی پسند ہے۔ کیسی پسند نہیں۔ نمونہ تمہیں دے دیا۔ یہ میرا نبی ہے۔ یہ بطور نمونہ کے آ گیا۔ تو جو شخص اس نمونہ کے مطابق اپنی زندگی بنائے گا جیسے میرا نبی مجھے محبوب ہے۔ وہ بھی مجھے محبوب ہو جائے گا۔

اور جو میرے محبوب کے نمونہ کے مطابق نہیں آئے گا چاہے وہ عقلی دلائل کے طور پر کتنا ہی اپنے آپ کو خوبصورت کیوں نہ ثابت کرنا چاہے۔ لیکن مجھے نہیں پسند، تم داڑھی رگڑ کے کریم لگا کر چہرہ چمکدار بنالو، چہرہ شیشہ کی طرح چمک رہا ہو۔ مجھے نہیں پسند۔ میں تو کہتا ہوں چاہے میلا کچیلا چہرہ ہو لیکن میرے نبی جیسی سنت چہرہ پر ہو۔ مجھے تو وہ اچھا لگتا ہے۔ تم اپنے طور پر جو چاہو کر لو۔ جس نے نمونہ دیا ہے۔ پسند اس کی ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے نمونہ دے دیا ہے تو نمونہ یہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کو پسند یہی ہے کہ چہرہ کے اوپر میرے نبی

جیسی داڑھی ہو۔ مجھے اچھی لگے گی۔ آپ کہیں نہیں جی اس طرح آدمی جانگلی سا لگتا ہے۔ جوئیں پڑ جاتی ہیں۔ اس میں ایسی الجھی ہوئی ہوتی ہے۔ استرا پھرا کر ایسی کریم استعمال کی جائے تو چہرہ بڑا چمکدار ہوتا ہے۔ ایسی گالیں چمکتی ہیں کہ اس میں چہرہ نظر آتا ہے انسان کو۔

لیکن افسوس وہ دوری ہے ایسے چہرہ پر جو نبی کے چہرہ سے نہیں ملتا۔ وہی کپڑے ڈھیلے ڈھالے اللہ کو پسند ہیں۔ جو نبی ﷺ کے نمونہ کے مطابق ہیں۔ اللہ کی رحمت برسے گی اگر نمونہ کے مطابق ہیں۔ نمونہ کا تو معنی یہی ہوتا ہے کہ تمہیں یہ چیز دے دی تم نے ایسا بننا ہے۔ ایسا بن کے آؤ گے تو ''فاتبعونی یحبب کم اللّٰہ'' میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا۔ تم اللہ کے محبوب ہو جاؤ گے۔ کیونکہ یہ شکل، یہ صورت، یہ عمل، سب کچھ اللہ کو محبوب ہے۔ جو اس کی نقل اتارے گا اللہ کو محبوب ہو جائے گا۔ قرآن کریم میں کتنے صاف لفظوں میں اعلان ہے۔ لیکن میں آپ سے بات اگلی کرنا چاہتا ہوں۔

اعلان نبوت سے پہلے اطاعت کا مطالبہ نہیں

سرور کائنات ﷺ نمونہ ہیں ہمارے لئے۔ رسول اطاعت کے لئے ہوتا ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے۔ آپ ﷺ پیدا کس دن ہوئے تھے؟ پیر کے دن، آپ میں سے کون کون پیر کے دن پیدا ہوا ہے کہ آپ نے حضور ﷺ کے نمونہ کی رعایت رکھی ہو؟ رکھی کسی نے رعایت؟ آپ کے بس میں ہے؟ اب اگر کوئی چاہے کہ میں چاہتا ہوں کہ میری اولاد حضور ﷺ کے نمونہ کے مطابق پیدا ہو۔ لہٰذا سوموار کے دن پیدا ہونی چاہئے ہو جائے گا کوئی پیدا؟ حضور ﷺ کس وقت پیدا ہوئے تھے؟ طلوع فجر کے وقت۔

اب کسی کے اختیار میں ہے کہ اس وقت پیدا ہو جائے؟ حضور ﷺ نے دودھ کا زمانہ کہاں گزارا؟ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے پاس یہ نمونہ اپنا سکتا ہے کوئی۔ کہ آپ بھی اپنے بچوں کو حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے پاس چھوڑ آیا کرو۔ وہاں اس ماحول میں، یہ غیر اختیاری واقعات نمونہ نہیں ہوا کرتے، نمونہ ہوا کرتے ہیں اختیاری واقعات، حضور ﷺ کا شق صدر ہوا بچپن میں آپ اس نمونہ کو کیسے اپنا سکتے ہیں کہ آپ کا بھی شق صدر ہو جائے۔ جوانی میں ہوا شق صدر آپ کیا کریں گے۔ کیسے کریں گے شق صدر، آپ کے بس کی بات ہے؟ آپ ﷺ نے اتنی عمر تک بکریاں چرائیں اتنی عمر تک تجارت کی یہ کیا وہ کیا۔ یہ آپ کے اختیار میں نہیں نہ آپ سے ان چیزوں کو اپنانے کا مطالبہ ہے۔ لہٰذا حضور ﷺ کی زندگی دو حصوں میں تقسیم ہوگی۔

ایک ہے ولادت سے لے کر چالیس سال تک کی زندگی یہ محمد بن عبداللہ کی زندگی ہے یہ محمد رسول اللہ ﷺ کی زندگی نہیں ہے۔ اس میں آپ اس کی نقل نہیں اتار سکتے۔ نہ آپ سے مطالبہ ہے کہ تم ایسا بن کے دکھاؤ مکہ میں پیدا ہو کے دکھاؤ اس محلے میں پیدا ہو کر دکھاؤ۔

محمد رسول اللہ بننے کے بعد اطاعت لازم ہوتی ہے

آپ محمد رسول اللہ کب شروع ہوئے۔ چالیس سال کے بعد جب آپ پر وحی آئی، وحی آنے کے بعد

آپ محمد رسول اللہ بنے، محمد رسول اللہ بننے کے بعد ہمیں دعوت ہے کہ اس نمونہ کو اپناؤ اور ان کی اطاعت کرو، محمد رسول اللہ بننے کے بعد، بات سمجھ لو۔

☆...... محمد رسول اللہ ﷺ بن کر ہی آپ نے نماز پڑھنا شروع کی۔
☆...... محمد رسول اللہ ﷺ بننے کے بعد ہی آپ نے کلمہ پڑھنا شروع کیا۔
☆...... محمد رسول اللہ ﷺ بننے کے بعد ہی آپ نے روزے رکھنے شروع کئے۔
☆...... محمد رسول اللہ ﷺ بننے کے بعد ہی آپ نے قرآن پڑھنا شروع کیا۔
☆...... محمد رسول اللہ ﷺ بننے کے بعد ہی آپ نے زکوۃ دینا شروع کی۔

یہ سارے کے سارے اعمال جتنے بھی شروع ہیں۔ محمد رسول اللہ بننے کے بعد کے ہیں۔

اعلان نبوت کے بعد والی زندگی کا تذکرہ کرو

اچھا اب اللہ تعالٰی کہتا ہے رسول ہوتا ہے۔ اطاعت کے لئے، اللہ کہتا ہے میں نے یہ تمہارے لئے نمونہ بھیجا ہے تو اس اطاعت کے لئے رسول کا ہونا، نمونہ کے لئے رسول کا ہونا، یہ حضور ﷺ کے محمد رسول اللہ ہونے کے بعد کی زندگی کا خاصہ ہے۔ یہ اس لئے اگر آپ نے محمد رسول اللہ کو یاد کرنا ہے تو نبوت کے بعد کی باتیں کرو تا کہ جو کچھ حضور ﷺ کرتے تھے تم اس کو اپنا بھی سکو۔

اس کے مطابق عمل بھی کرسکو۔ اطاعت بھی کرسکو اور اس نمونہ کو بھی اختیار کرسکو۔ حضور ﷺ کی مسجد بنی آپ بھی مسجد بنالیں۔ حضور ﷺ جماعت سے نماز پڑھتے تھے۔ آپ بھی جماعت سے نماز پڑھیں۔ حضور ﷺ اذان کہلواتے تھے۔ آپ بھی اذان کہلوائیں۔ آپ ﷺ نے جس کو حرام کہا ہے نہیں کھایا۔ آپ بھی نہ کھائیں۔ جس کو حلال کہا ہے کھایا ہے۔ آپ بھی اس کو کھائیں۔ زکوۃ دیں، روزے رکھیں، یہ ہے حضور ﷺ کی تعلیم کو اپنانے اور اس اسوۃ کو اپنانے کا طریقہ یہ تو ہم نے کرنا نہیں۔ چونکہ اس میں کچھ نہ کچھ محنت کرنی پڑتی ہے اور مشقت کرنی پڑتی ہے اور ہم یاد کریں گے۔ ان واقعات کو جن کی ہم نقل ہی نہیں اتار سکتے اور ذکر کریں گے۔ ان واقعات کو جن کو ہم نمونہ کے طور پر کسی کو اپنانے کے لئے کہہ نہیں سکتے۔

اب ساری زندگی تو ولادت کے قصے ذکر کرتے رہو کہ حضور ﷺ حضرت آمنہ کے گھر پیدا ہوئے۔ مکہ میں پیدا ہوئے۔ ساڑھے چار بجے صبح پیدا ہوئے۔ سوموار کے دن پیدا ہوئے۔ ساری چیزیں ذکر کرتے رہو۔ سننے والوں کو تذکرے میں محبت ہے انکار نہیں۔ لیکن اس کو مشغلہ بنا کے آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ لوگوں کو کہ لوگو! تم سوموار کے دن پیدا ہوا کرو، فجر کے وقت پیدا ہوا کرو، کہ حضور ﷺ کی زندگی کو اپنانے کا یہ طریقہ ہے۔ یہ آپ کی بس کی بات نہیں ہے۔ تذکرہ اس کا کریں گے۔ یاد رکھو! حضور ﷺ کے زیر استعمال جو گدھے گھوڑے تھے ان کا تذکرہ بھی باعث ثواب ہے۔ لیکن اس کو ایسا مشغلہ بنالینا کہ جب دیکھو زندگی میں یہی ہو رہا ہے اور جو اپنانے کی زندگی ہے اس کا نام نہیں۔ وہ اس لئے نام نہیں کہ وہاں کچھ کرنا پڑتا ہے اور کرنا ہم نے ہے نہیں۔ جہاں تک کرنے کی بات ہے وہ ہم نے کرنی نہیں ہے۔

میلاد کرنے والوں کی مثال

وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی سے کسی نے پوچھا کہ قرآن کریم میں بہت سارے احکام اللہ نے دیئے ہیں۔ لیکن طبعی طور پر تجھے سب سے زیادہ حکم کون سا پسند ہے؟ بہت اللہ نے احکام دیئے ہیں۔کون سا حکم اللہ کا تجھے زیادہ اچھا لگتا ہے۔جس پر عمل کرنے کو جی چاہتا ہے۔

وہ کہتا ہے:''کلوا واشربوا'' یہ بھی تو اللہ کا حکم ہے کہ کھاؤ پیو،''کلوا'' کا معنی ہے کھاؤ، ''واشربوا'' کا معنی پیؤ کہتا ہے کہ یہ اللہ کا حکم بڑا پیارا لگتا ہے۔''کلوا واشربوا'' اچھا اللہ نے دعائیں بہت ساری سکھائی ہیں۔مانگنے کے لئے، قرآن کریم بھرا ہوا ہے۔دعاؤں سے، تو ان میں سے دعا کون سی زیادہ پسند ہے۔وہ کہتا ہے:''ربنا انزل علینا مائدہ '' یا اللہ پکا پکایا کھانا اتار، کہتا ہے دعاؤں میں سے یہ پسند ہے تو جب ذوق یہ ہو جائے کہ یا کھانا یاد ہے یا پینا یاد ہے۔وہی حساب ہم نے حضور ﷺ کے ساتھ کر رکھا ہے۔

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے کتنی اچھی بات کہی۔

زے سنت نہ بینی درے شاہ اثر
مگر خواب پیشی ونانے سحر

یہ شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول آٹھ سو سال پہلے کا ہے۔کہتے ہیں لوگوں میں سنت کا تو آپ کو نام ونشان نظر نہیں آئے گا۔دو سنتوں کی پابندی لازماً کرتے ہیں۔دوپہر کو سونا ضرور ہے کہ حضور ﷺ سوتے تھے۔دوپہر کو قیلولہ کرنا سنت ہے اور ایک سحری کا کھانا ضرور کھانا ہے کہ حضور ﷺ بھی سحری کا کھانا کھایا کرتے تھے۔باقی یہ سنت کہ حضور ﷺ رات کو کھڑے ہوتے تو پاؤں ورم آجاتا تھا۔اللہ کے سامنے روتے تھے۔دعائیں کرتے تھے۔ہاتھ پھیلاتے تھے۔پانچوں نمازوں کا اہتمام کرتے تھے۔پھر مدنی زندگی میں آخری زندگی کے اندر جہاد کا اہتمام کیسے ہوتا تھا۔یہ نہیں یاد کہ یہ کرنے کی باتیں نہیں ہیں۔یہ کرنے کے لئے اور آدمی جائیں یہ ہمارے بس کی بات نہیں۔

صحابہ حضور ﷺ کی چاہت کو اپناتے تھے

ایک بات اور یاد رکھ لینا آپ کو یاد رہ جائے گی۔مشکوۃ شریف میں روایت ہے۔ترمذی شریف میں بھی ہے اور کتابوں میں بھی ہے۔ترمذی میں تو گزری ہے انہی دنوں میں۔مشکوۃ میں باب القیام میں موجود ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جتنا ہمیں حضور ﷺ سے پیار تھا۔کسی سے پیار نہیں تھا۔واقعہ بھی ایسے ہی تھا آگے آپ اگر واقعات ذکر کرنا شروع کریں تو ساری رات گزر جائے گی۔لیکن جب حضور ﷺ تشریف لایا کرتے تھے۔مجلس میں تو ہم اٹھ کے کھڑے نہیں ہوا کرتے تھے بیٹھے رہتے تھے۔(ترمذی ج۲ ص۱۰۰) کیوں؟ پہلے جملے کا مطلب تھا کہ محبت حضور ﷺ سے سب سے زیادہ تھی۔جی چاہتا تھا کہ حضور ﷺ جب سامنے آئیں تو ہم اٹھ کے کھڑے ہو جائیں۔ہمارا جی چاہتا تھا یاد رکھنا اس بات کو، لیکن ہم کھڑے نہیں ہوتے تھے۔

کیوں نہیں ہوتے تھے کہ حضور ﷺ کو پسند نہیں تھا کہ ہم آپ ﷺ کے آنے پر اٹھ کے کھڑے

ہو جائیں۔ یہ حدیث میں صاف لفظوں میں روایت موجود ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں باب القیام ہے۔ ترمذی شریف میں ابھی گزری ہمارے سامنے: ''من کراھیته لذلك '' حضور ﷺ کو تعظیماً اٹھ کر کھڑا ہونا پسند نہیں تھا۔ اس لئے ہم اپنی مرضی پر عمل نہیں کرتے۔ ہم حضور ﷺ کی مرضی پر عمل کرتے تھے اور حضور ﷺ کو ہمارا کھڑا ہونا پسند نہیں تھا۔
اب مجلس لگی ہوئی ہو، حضور ﷺ حساً سامنے تشریف لا رہے ہیں تو صحابہ اٹھتے نہیں تھے۔ کیونکہ حضور ﷺ کو اٹھنا پسند نہیں تھا۔ اب ہوتا یہ ہے کہ ایک نعت خواں کہتا ہے کہ آ گئے آ گئے، تشریف لے آئے۔ تشریف لے آئے۔ تو سارے کے سارے ہاتھ باندھ کر اٹھ کے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

اتباع سنت حضور ﷺ کی محبت کا تقاضہ ہے

صحابہ کرام ؓ کی محبت کے ساتھ کیا جوڑ۔ ان باتوں کا، جیسے حضور ﷺ کا طرز عمل تھا۔ اس لئے حضور ﷺ کی محبت وہ ہے کہ میں نے حضور ﷺ کی روایت آپ کے سامنے پڑھی تھی۔ حضرت انس ؓ کو خطاب کر کے کہا تھا کہ بیٹے دل صاف رکھا کرو۔ ایک دوسرے کے متعلق: ''یابنی ان قدرت ان تصبح وتمسی ولیس فی قلبك غش لاحد فافعل ثم قال یا بنی وذالك من سنتی ومن احیاء سنتی فقد احبنی ومن احبنی کان معی فی الجنة'' (ترمذی ج۲ص۹۶، مشکوٰۃ ج۱ص۳۰)
بیٹے صبح شام خیال رکھو اس بات کا تمہارے دل میں کسی کے متعلق کھوٹ نہ ہو۔ دل اپنا صاف رکھو۔
پھر فرمایا کہ یہ میرا طریقہ ہے: ''وذالك من سنتی ومن احیا سنتی فقد احبنی '' جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے میرے ساتھ محبت کی۔ ''ومن احبنی '' جس نے میرے ساتھ محبت کی ''کان معی فی الجنة '' وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا تو حضور ﷺ کی محبت کا تقاضہ ہے۔ ''احب سنتی '' حضور ﷺ کی سنت سے محبت رکھو۔ شکل وصورت چہرے، اٹھنا، بیٹھنا گھر کا ماحول حضور ﷺ کی سنت اور اسوہ کے مطابق بناؤ تو یہ حضور ﷺ کی محبت کا تقاضہ ہے۔ اس پر حضور ﷺ بھی خوش ہوں گے اور ان شاء اللہ جنت میں بھی ساتھ لے جائیں گے۔

علماء دیو بند کا شعار سنت کی اتباع ہے

صبح شام رات دن آپ لوگ قال الله وقال رسول الله پڑھتے ہیں۔ اس سے زیادہ اور حضور ﷺ کا ذکر کیا ہوگا۔ صبح سے لے کر شام تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ درس گاہوں کے اندر ہر وقت قال الله وقال رسول الله پڑھتے ہیں اور ہم ان رسموں کے پابند نہیں ہیں۔ یہ ہے اصل میں اہل سنت والجماعت کا عقیدہ، طرز عمل واہل سنت والجماعت میں سے آج کل یہ طرز عمل ہے جن کو علماء دیو بند کہتے ہیں۔ اصل، دیو بندیت یہی ہے اس فاسد ماحول میں۔ سنت کا اتباع اس لئے اگر آپ اپنے آپ کو دیو بندی کہلاتے ہیں تو حضور ﷺ کی سنت کا اہتمام آپ کو سب سے زیادہ ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سنت کی اتباع کرنے کی توفیق دے۔ آمین!

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين!